(۱)

درود شریف سے دعا شروع کرنا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد:

درود شریف سے دعا شروع کرنے کے سلسلہ میں ایک موقر عالم نے چند باتیں ذکر کی ہیں، جو قابل گرفت ہیں، وہ باتیں یہ ہیں:

۱- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنے سے منع کیا ہے، نیز یہ خلاف سنت بھی ہے۔

۲- درود شریف سے ابتداء کرنا دعا کے مردود وغیر مقبول ہونے کی علامت ہے۔

۳- کسی شخص نے اللھم صل ۔۔۔سے دعا شروع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو نے جلد بازی سے کام لیا۔

۴- ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ: جلد بازی کرنے والے کی دعا مقبول نہیں۔

۵- اور کہا کہ: الدعوات الکبیر نامی کتاب میں چار روایات ذکر کی گئی ہیں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا کو درود شریف سے شروع کرنے سے منع کرنا مذکور ہے، اور کسی بھی نیک کام کی ابتداء درود شریف سے کرنا جائز نہیں۔

یہ وہ پانچ باتیں ہیں، جن میں شیخ مذکور سے حق وصواب کا دامن چھوٹ گیا، ذیل میں درج بالا امور کے مدلل جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱- قال الشیخ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء الدعاء بالصلاۃ سے منع کیا ہے اور یہ چیز خلاف سنت بھی ہے۔

الجواب: کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث میں درود شریف سے دعا کی ابتداء کرنے سے منع

کرنا صراحتاً مذکور نہیں۔

نیز شیخ کا یہ کہنا: کہ یہ خلاف سنت ہے، یہ بات بھی درست نہیں ہے، ہاں اگر خلاف اولی کہا جائے ،تو یہ بات کسی درجے تک ٹھیک مانی جاسکتی ہے، اس لئے کہ دعا کے ادب کے باب میں حمد وثناء کو مقدم کرنا زیادہ مناسب ہے، جیسا کہ حضرات صحابہ فضالۃ بن عبید [ترمذی ۳۴۷۶، ابوداؤد ۱۴۸۱]، ابن مسعودؓ [ترمذی ۵۹۳] اور ابن اوفی [ترمذی ۴۷۹، ابن ماجہ ۱۳۸۴] کی روایات میں وارد ہے۔

۲- قال الشیخ: ابتداء الدعاء بالصلاۃ علی النبی دعا کے مردود وغیر مقبول ہونے کی علامت ہے:

الجواب: بخدا، یہ بات تو بالکل ہی نامناسب اور قابل نکیر ہے، بلکہ ابتداء بالصلاۃ کے جواز کی متعدد روایات موجود ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

۱- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجنے تک دعا موقوف رہتی ہے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ لِي أَنَّ الدُّعَاءَ يَكُونُ بَيْنَ السَّمَاءِ والارضِ، لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى يصلّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ: مجھ سے بیان کیا گیا کہ: دعا آسمان وزمین کے مابین معلق رہتی ہے، اور اس میں سے ذرا سی بھی اوپر نہیں جاتی جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف نہیں بھیجا جاتا۔

اس کی تخریج اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں کیا ہے، جیسا کہ مطالب العالیہ (۷۵۷/۱۳) میں مذکور ہے، نیز ترمذی نے بھی (۴۸۶) اس طرح کی روایت ذکر کی ہے۔

اس کی سند میں: ابوقرۃ الاسدی راوی مجہول ہیں، امام بوصیری (اتحاف) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اس کو اسحاق بن راہویہ نے صحیح سند سے موقوفاً روایت کیا ہے، البتہ ابوقرۃ الاسدی مجہول الحال ہیں، ان کے متعلق جرح وتعدیل کا مواد نہیں ملا، البتہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں تخریج کی ہے، اور سخاوی قول البدیع میں (ص ۳۲۱) پر کہتے ہیں کہ: ظاہر ہے کہ یہ حکماً مرفوع ہے، کیونکہ راوی از خود اس طرح کی بات نہیں کہہ سکتا، جیسا کہ اہل اصول واہل حدیث کی ایک جماعت نے صراحت کی ہے۔

۲- مجھے سوار کے پیالے کی طرح مت بناؤ:

3324- قَالَ عَبْدُ بن حُميد : حدثنا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ ، ثنا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ الله عَنْه: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْعَلُونِي كَقَدَحِ الرَّاكِبِ، إِنَّ الرَّاكِبَ إِذَا عَلَّقَ مَعَالِيقَهُ، أَخَذَ قَدَحَهُ فَمَلَأَهُ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فِي الْوُضُوءِ تَوَضَّأَ، وَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فِي الشُّرْبِ شَرِبَ، وَإِلَّا أَهْرَاقَ مَا فِيهِ ، اجْعَلُونِي فِي أَوَّلِ الدُّعَاءِ، وَفِي وَسَطِ الدُّعَاءِ، وَفِي آخِرِ الدُّعَاءِ .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا: مجھے مسافر کے برتن کی طرح مت بناؤ، اس لئے کہ مسافر جب اپنا سامان لٹکاتا ہے، تو ایک پیالہ لیتا ہے پھر اس کو پانی سے بھر لیتا ہے، جب اس کو وضوء کی حاجت ہوتی ہے تو اس سے وضوء کرتا ہے، اور جب اس کو پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ پیتا ہے، ورنہ پیالے کا پانی بہا دیتا ہے، چنانچہ مجھے اپنی دعا کے شروع میں، اس کے درمیان میں، اور اس کے اخیر میں رکھا کرو۔

(مطالب عالیہ ۴۷۷/ ۱۳) کے تحقیق شدہ نسخے کے حاشیہ میں یہ وضاحت ہے کہ:

حدیث اس سند سے ضعیف ہے، اس لئے کے اس میں موسی بن عبیدۃ الربذی ہے جو ضعیف ہے، اوراس کے شیخ ابراہیم بن محمد التیمی کا سماع حضرت جابرؓ سے ثابت نہیں ہے۔

سفیان بن عیینہ نے اس روایت کی اپنی جامع میں تخریج، یعقوب بن زید بن طلحہ کے طریق سے اس طرح کی ہے کہ، وہ لفظ بلاغ ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اور یعقوب تابعی ہیں، اس لئے علامہ سخاویؒ (القول البدیع ص ۳۱۹) پر فرماتے ہیں کہ: حدیث کی سند مرسل ہے یا معضل ہے، پھر اگر یعقوب نے موسی کے علاوہ کسی اور سے اخذ کیا ہو، تو موسی کی روایت کو تقویت مل سکتی ہے، والعلم عنداللہ۔

۳- حضرت ابوالدرداءؓ کا اثر:

حَدِيث : (إِذا سَأَلْتُم الله حَاجَة فابدؤوا بِالصَّلَاةِ عَليَّ ، فَإِن الله تَعَالَى أكْرم من أَن يُسْأَل حاجتَين ، فيعطي إِحْدَاهمَا، وَيَرُدُّ الْأُخْرَى)، لم أَجِدهُ مَرْفُوعا ،وَإِنَّمَا هُوَ مَوْقُوف عَلَى أبي الدَّرْدَاء.قاله العراقي في تخريج أحاديث الإحياء (ص: 364) .

حدیث: (جب تم اللہ پاک سے کسی چیز کا سوال کرو تو مجھ پر درود بھیجنے سے ابتداء کرو، اس لئے کہ اللہ تعالی کی شان کریمی سے بعید ہے کہ، کوئی اس سے دو چیزوں کا سوال کرے اور وہ اس کو ان میں سے ایک چیز عطا کرے اور دوسری چیز سے محروم کردے)، عراقی نے (تخریج احادیث الاحیاء ص ۳۶۴) پر روایت پیش کرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ: میں نے اس کو مرفوع نہیں پایا، البتہ یہ ابوالدرداء پر موقوف ہے۔

۴-ابوسلیمان الدارانی کا اثر:

امام محمد بن عبدالرحمن بن علی النمیری نے اپنی کتاب (الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام) میں (ص ١٠٦) پر تحریر فرمایا ہے:

أخبرنا أبو الحسن عبد الرحمن بن عبد الله إجازة، أخبرنا أبوبكر جُماهِر بن عبد الرحمن، أخبرنا محمد بن سلامة، أخبرنا عبد الرحمن بن عمر المُعَدّل، أخبرنا أبوبكر محمد بن أحمد بن محمد البغدادي إملاء، أخبرنا أحمد بن محمد الغَسّاني، أخبرنا أحمد بن أبي الحَواري قال: سمعت أبا سليمان الداراني رحمه الله تعالى يقول: من أراد أن يسأل الله حاجةً، فليبدأ بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، وليسأل حاجتَه، وليختم بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، فإن الله عز وجل يقبل الصلاةَ وهو أكرم من أن يَدَعَ ما بينهما.

وأخبرنا أبو الحسن، أخبرنا قاسم بن محمد، أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد، أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد بن عراك قال: سمعت أبا بكر محمد بن بشر العسكري يقول: سمعت أبا بكر أحمد بن موسى الأنطاكي يقول: سمعت أحمد بن أبي الحَواري يقول: سمعت أبا سليمان الداراني الزاهد رحمه الله تعالى يقول: إذا أردتَ أن تسأل الله حاجةً فصلّ على محمد صلى الله عليه وسلم، ثم سَل حاجتك، ثم صل على النبي صلى الله عليه وسلم، فإن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم مقبولةٌ، والله - عز وجل - أكرمُ من أن يَرُدَّ ما بينهما.

ترجمہ: جو شخص اللہ پاک سے کچھ مانگنا چاہتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ وہ درود شریف سے ابتداء

کرے اور اپنی حاجت کا سوال کرے اور پھر اختتام بھی درود شریف پر کرے، اس لئے کہ اللہ پاک درود شریف کو قبول کرتا ہے، اور رب کریم کی شان سے بعید ہے کہ وہ ان کے درمیان کی چیزوں کو رد کردے۔

۵- ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

في جامع الترمذي(2457) عن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ ، فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: مَا شِئْتَ، قَالَ: قُلْتُ: الرُّبُعَ ، قَالَ: مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ ، قُلْتُ: النِّصْفَ، قَالَ: مَا شِئْتَ ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ ، قَالَ: قُلْتُ : فَالثُّلُثَيْنِ ، قَالَ : مَا شِئْتَ ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ : أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ: إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(جامع الترمذی ۲۴۵۷) پر حضرت ابی بن کعب کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ: (میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت درود پڑھا کرتا ہوں، سو میں اپنی دعاؤں میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا حصہ مقرر کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو“، میں نے عرض کیا، چوتھائی؟ آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے“، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی؟“ آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: میں اپنی پوری دعا کو آپ پر درود پڑھنا بنالوگا؟۔ آپ نے فرمایا: ”تب تو یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے“)۔ امام ترمذی

کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابن ملک شرح مصابیح میں (۲ / ۳۳) لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، میں ہم سے مراد جو کچھ انسان کو دین اور دنیا میں مقصود و مطلوب ہوتا ہے، گویا جب تم اپنے پورے وقت کو درود شریف کے پڑھنے میں صرف کردو، تو جو کچھ تمہاری دین و دنیا کے مقصودات وضروریات ہیں، اس کو درود شریف کافی ہوجائے گا، اس لئے کہ درود شریف انسان کے لئے خود اپنے مقاصد کے لئے دعا کرنے سے بھی بہتر ہے۔

(لمعات التنقیح ۳ / ۶۷) پر مذکور ہے کہ:

حضرت ابی بن کعب کا فرمان: (من صلاتي) یعنی میری دعا میں سے کچھ وقت میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے لئے دعا کروں، لیکن میں اس وقت میں بھی آپ پر درود پڑھوں گا جتنا آپ مجھے حکم دیں گے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ان کی مشیئت کے حوالے کردیا، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اس کی کوئی حد معین نہیں ہے، بلکہ فرمایا: تم جتنا زیادہ درود پڑھو گے، اُتنا تمہارا فائدہ ہوگا، یہاں تک کہ پورا وقت بھی اس میں صرف کردو تو بھی بہتر ہے۔

لہذا جو شخص اپنے دعا کے وقت کو درود شریف پڑھنے میں صرف کرے گا، تو لازم ہے کہ وہ شخص ہر حال میں اپنی دعا کو درود شریف سے شروع کرنے والا ہو ہی جائے گا، اور یہ بات واضح ہے ۔

امام بن القیم کا قول:

ابن قیمؒ نے (جلاء الافہام ص ۳۷۵) پر ساتویں فصل کے ذیل میں تحریر فرمایا کہ: اس کے تین درجے ہیں:

پہلا درجہ: یہ کہ آپ پر درود شریف دعا سے پہلے پڑھا جائے اور حمد وثناء کے بعد بھی۔

دوسرا درجہ: یہ کہ دعا کے شروع میں بھی درود پڑھا جائے، درمیان میں بھی اور اخیر میں بھی۔

تیسرا درجہ: یہ کہ دعا کے اول وآخر میں درود شریف ہو اور درمیان میں اپنی حاجت کو رکھا جائے۔

پھر فرمایا کہ:

پہلے درجہ کا مستدل: فضالۃ بن عبید اور ابن مسعود کی روایت ہے۔

دوسرے درجہ کا مستدل: قدح راکب والی حدیث جابر۔

تیسرے درجے کا مستدل ابوسلیمان دارانی کی حدیث ہے۔

نیز ابن قیم نے (جلاء الافہام ص ۳۷۷) پر یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:

دعا کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا مرتبہ وہی ہے جو نماز کے دوران سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ہے، اور درج بالا تمام مواقع میں درود شریف کو دعا سے پہلے پڑھنے کی مشروعیت کا تذکرہ ہے، گویا کہ درود شریف دعا کی کنجی ہے، جیسا کہ طہارت نماز کی کنجی ہے۔

۳- قال الشیخ: کسی شخص نے اللہم صل۔۔۔ سے دعا شروع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ: تو نے جلد بازی کی۔

حقیقت میں یہ شیخ کا وہم ہے، اس لئے کہ روایات میں یہ بات اس شخص کے متعلق وارد ہے: جواللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے بغیر اپنی حاجت مانگنے میں جلدی کرے، اسی کو حدیث میں جلد بازی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: جامع ترمذی میں حدیث (۳۴۷۶) میں ہے کہ: حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ (مسجد میں) تشریف فرما تھے، اس وقت ایک شخص مسجد میں آیا، اس نے نماز پڑھی، اور یہ دعا کی: اے اللہ! میری مغفرت کردے اور مجھ پر رحم فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے نمازی! تو نے جلدی کی، جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کے شایان شان اس کی حمد بیان کر اور پھر مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ سے دعا کر"، راوی کہتے ہیں: اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی، اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے نمازی! دعا کر، تیری دعا قبول کی جائے گی"۔ (امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے)۔

طبرانی کی کتاب الدعاء میں (ص ۴۶) پر فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث مزید تفصیل سے بیان کی گئی ہے: راوی کہتے ہیں: ایک مرد نے نماز شروع کی اور اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: کہ اے نمازی تو نے جلد بازی سے کام لیا۔

مرقاۃ میں اس کی شرح میں رقم فرمایا ہے:

۹۳۰- (عن فضالة) فاء کے فتحہ کے ساتھ (ابْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ)، یعنی اس کی نماز کے بعد، (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِلْتَ)،جیم کے کسرہ کے ساتھ،اور اس کے فتحہ اور تشدید کے ساتھ بھی جائز ہے،ابہری نے کہا کہ: دعا کی ترتیب کو تو نے ترک کیا اور وسیلے سے پہلے اپنی حاجت مانگ لی۔

۴-قال الشیخ: دوسری روایت میں مذکور ہے کہ: دعاءِ متعجل غیر مقبول ہے۔

یہاں شیخ صاحب سے متعجل کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی،حالانکہ نفس حدیث کے متن میں اس کی تشریح موجود ہے،چناچہ صحیح بخاری (۶۳۴۰) پر ہے کہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ : دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ یوں کہنے لگے کہ: میں نے دعا کی تھی مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔"

اس روایت سے متعجل کا معنی واضح ہو گیا کہ اس سے وہ معنی مراد نہیں ہے جو شیخ سمجھے ہیں،یعنی درود شریف سے دعا کی ابتدا کرنا، بلکہ اپنی حاجت مانگنے میں جلد بازی کرنا مراد ہے۔

۵-دعوات کبیر نامی کتاب میں چار روایات بیان کی گئی ہیں،جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا کو درود شریف سے شروع کرنے سے منع کرنا مذکور ہے،اور کسی بھی نیک کام کی ابتداء درود شریف سے کرنا جائز نہیں۔

بیہقی کی دعوات کبیر میں کوئی بھی ایسی روایت نہیں ہے، جس میں ابتداء الدعاء بالصلاۃ سے منع کیا گیا ہو جیسا کہ شیخ کا گمان ہے، لہذا یہ دعوی بھی سابقہ دعوے کی طرح مردود ہو گیا۔

بہر حال ان کا کہنا: کہ کسی بھی نیک کام کی ابتداء درود شریف سے کرنا جائز نہیں۔

یہ دعوی بھی دعا دخول مسجد کی دعا میں درود شریف سے ابتدا کرنے کی بناء پر مردود قرار دیا جائے گا، چنانچہ ترمذی (۳۱۴) میں یہ روایت ہے:

حَدَّثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيل بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِى وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے اور یہ دعا پڑھتے: رب اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك "اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے" اور جب نکلتے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے اور یہ کہتے: رب اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب فضلك "اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لئے کھول دے"۔الحدیث

اورابن ماجہ (۷۷۲) میں ہے:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد میں جائے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، پھر کہے: (اللهم افتح لي أبواب رحمتك) اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور جب نکلے تو یہ کہے: (اللهم إني أسألك من فضلك) اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اللہ تعالی کی مدد اور نصرت سے اور اہل علم کی ذکر کردہ باتوں سے یہ جواب عاجز نے مرتب کیا ہے، جو آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہے، عاجز اللہ تعالی سے ہمارے لئے اور ان کے لئے قول وعمل میں حق وصواب کی طرف رہنمائی کی دعا کرتا ہے۔

حرره العاجز : محمد طلحة بلال أحمد منيار

يوم السبت 4/ 1/ 2020 م

ونقله إلى الأردية : خبيب بن محمد أيوب منيار